کلام

شاہ اسمٰعیل شہید

ترتیب

محمد خالد سیف

8

Ac

طارق اکیڈمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برائے رہبری قوم فسّاق
دوبارہ آمد اسمٰعیل و اسحاق!

کلامِ شہیدؒ

ترتیب

محمد خالد سیف

طارق اکیڈمی

سٹریٹ ۳ جھنگ بازار ۰ لائل پور

طبع اوّل ـــــــ جون ۱۹۷۴ء

ناشر: ـــــ طارق اکیڈمی سٹریٹ ۲- جھنگ بازار لائلپور

طباعت: ـــــ اُردو ڈائجسٹ پرنٹرز- لاہور

کتابت: ـــــ خالد دفتر کتابت لائلپور

قیمت: ـــــ چار روپے پچیس پیسے

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

سخنہائے گفتنی

تاریخ شاہد ہے کہ ملّتِ اسلامیہ جن بزرگوں کے احسانات کو کبھی فراموش نہیں کر سکتی، ان میں سے ایک حضرت امام محمد اسمٰعیل شہیدؒ بھی ہیں۔ ملّتِ اسلامیہ کے اس جلیل القدر فرزند اور مجاہدِ اعظم نے جب آوازِ حق کو بلند فرمایا، یہ وہ دَور تھا جب برِصغیر میں مغلیہ سلطنت کے آفتاب کے زوال پذیر ہونے کے باعث مسلمانوں کی مضبوط حکومت کی بنیادیں متزلزل ہوگئی تھیں اور اس سیاسی تنزل کے ساتھ ساتھ مختلف قسم کی گمراہیوں اور بدعتوں میں مبتلا ہونے کے باعث ان کی مذہبی اور اخلاقی حالت بھی ناگفتہ بہ تھی۔

آپ نے مسلمانوں کی اس ذلّت و پستی اور تباہی و بربادی کو نہایت شدّت سے محسوس فرمایا اور عزمِ صمیم کر لیا کہ جب تک مسلمانوں کو قعرِ مذلت سے نکال کر اوجِ ثریّا تک پہنچا کر عظمتِ رفتہ نہ لے دیں گے، چین سے نہیں بیٹھیں گے چنانچہ آپ نے اسی نصب العین کے لیے اپنی زندگی وقف فرما دی حتیٰ کہ اپنے مقدّس خون سے بالاکوٹ کی وادیوں کو لالہ زار بناتے ہوئے جامِ شہادت نوش فرما گئے ع

بازی اگرچہ لے نہ سکا، سر تو کھو سکا

امام صاحبؒ نے مسلمانوں کی اصلاح کے لیے درس و تدریس، وعظ و ارشاد، تصنیف و تالیف اور جہاد کے میدانوں میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے، ان

سے ساری دنیا واقف ہے لیکن یہ بہت کم لوگوں کو علم ہے کہ آپ نے ملّت کی اصلاح کے لیے شعر و سخن کی زبان کو بھی اظہارِ خیال کا ذریعہ بنایا۔ افسوس کہ آج تک کسی نے آپ کے کلام کو مرتب کر کے شائع کرنے کی کوشش نہ کی ——
"طارق اکیڈمی" اپنی خوبیٔ قسمت پر جس قدر ناز کرے بجا ہے کہ وہ امام محمد اسمٰعیل شہیدؒ کے ان گلہائے رنگ رنگ کو نہایت حسین گلدستہ کی صورت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے ——،

—— محترم ڈاکٹر سیّد عبداللہ صاحب کی تزئین (مقدمہ) سے جس کی رعنائی و دلآویزی میں اور بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ کرم فرما دستِ تعاون دراز فرماتے رہے تو "طارق اکیڈمی" ان کی خدمت میں —— اپنے وسیع پروگرام کے مطابق —— زیادہ سے زیادہ گنج ہائے گراں مایہ پیش کرتی رہے گی۔ انشاء اللہ العزیز

محمد سرور طارق
"طارق اکیڈمی"
سٹریٹ ۳ جھنگ بازار
لائل پور

۲۸ ربیع الثانی ۱۳۹۴ھ
۲۱ مئی ۱۹۷۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام محمد اسمٰعیل شہیدؒ اور ان کی شاعری

حضرت امام محمد اسمٰعیل شہیدؒ، شاہ عبدالغنیؒ کے فرزندِ ارجمند، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے پوتے، شاہ عبدالعزیزؒ، شاہ رفیع الدینؒ اور شاہ عبدالقادرؒ کے قابلِ فخر برادر زادے تھے۔ برصغیر پاک و ہند میں علم و فضل، درس و تدریس، وعظ و ارشاد اور زہد و تقویٰ کی یہ عظیم الشان وراثت شاید ہی کسی کے حصہ میں آئی ہو جس سے امام محمد اسمٰعیلؒ بہرہ ور ہوئے، لیکن آپ کی عظمت کا انحصار صرف اسی میں نہیں، بلکہ آپ کی عظمت کا اصل سرمایہ اپنا حسنِ عمل ہے، جس کی بدولت، آپ آسمانِ رفعت پر ماہِ شبِ چہار دہم بن کر جگمگائے۔ عرفی کا شعر یاد آنے لگا ؎

مایۂ از زندگی از گہر خویش گیر
تا بکے ایں عزّ و ناز از اب و عم داشتن

متنبی بھی کیا خوب کہہ گیا ہے ؎

لا بقومی شرفت بل شرفوا بی
و بنفسی فخرت لا بجدودی

حقیقت یہ ہے کہ برصغیر پاک و ہند کی سرزمین کے وسیع سٹیج پر

آپ ایسی جامع الصفات شخصیتیں کم ہی جلوہ گر ہوئی ہیں۔ معلوم ایسے ہوتا ہے کہ احسن الخالقین نے حبِّ الٰہی، عشقِ رسولؐ، علم و عمل، تڑپ احیائے دین، ولولۂ جہاد اور سوز و گداز سے آمیختہ بنایا اور نام اس کا اسمٰعیل رکھ دیا۔ بقول مولانا غلام رسول مہرؒ ایک نیازمند نے لکھا ہے:۔

"ایسا عالم باعمل، فاضل بے بدل، صاحبِ اخلاق، شہرۂ آفاق، المعیِ زماں، لوذعیِ دوراں، واقفِ علوم معقول و منقول، کاشفِ دقائق فروع و اصول، رافعِ اعلامِ توحید و سنّت، قامعِ بنیانِ شرک و بدعت، فتوت کردار، شجاعت دثار، اس وقت میں ہم نے کہیں نہ سُنا دیکھنا تو کیا"۔

ممکن ہے کسی کے ذہن میں شبہ پیدا ہو کہ اس تصویر میں نیازمندی اور مبالغہ آرائی کا رنگ غالب ہے لیکن میں بلاخوفِ تردید کہہ سکتا ہوں کہ ایسا ہرگز نہیں، بلکہ اگر آپ امام محمد اسمٰعیل شہیدؒ کے سوانح حیات کا مطالعہ فرمائیں تو تصویر اس سے بھی حسین تر ہو کر سامنے آئے گی۔ غور فرمایئے، جو حافظِ قرآن ہو اور بے مثل مفسر، جسے تیس ہزار احادیث نوکِ زبان ہوں، جو شب زندہ دار و تہجد گزار ہو اور جسے بقول مولانا عبداللہ غزنوی جیسے ملتان کے ایک ولی کامل اور صاحبِ کشف بزرگ —— اولیائے ہند میں سب سے بڑا درجہ نصیب ہو، جو بقولِ سرسید احمد ارسطو سے بڑا متکلم و حکیم ہو، جو خطابت کا امام ہو کہ جس نے اسے سُنا فیضی کی زبان میں یہی کہا ؎

چہ جادوئیست ندانم بطرزِ گفتارش ۔۔۔ کہ بازبستہ زبانِ سخن طرازاں را

جو مناظر اتنا عظیم ہو کہ مقابل کو قوتِ دلائل سے قائل کیے بغیر نہ جانے دے، مصلح اور ریفارمر اتنا عظیم تر کہ ملّت اسلامیہ کی فلاح و بہبود کے لیے جدوجہد کو اپنی حیات کا مشن قرار دے لے، غازی و مجاہد اتنا جلیل القدر کہ قرونِ اُولیٰ کے مجاہدینِ اسلام کی شجاعتوں اور لبسالتوں کی یاد کو تازہ کرتے ہوئے اہلِ شہادت کی صف میں کھڑا ہو جائے، جن کے بارے قرآن مجید میں ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ	اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہو جاتے ہیں تو یہ مت کہو کہ مردے ہیں۔ نہیں، وہ تو زندہ ہیں، لیکن تم ان کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔
البقرہ: ۱۵۴	

جو صاحبِ طرزِ انشا پرداز، بے مثال مصنّف اور قادر الکلام شاعر ہو اور ایسی ستودہ صفات شخصیت پہ نیازمند اپنی عقیدت و محبت کے پھول نچھاور کریں تو اس میں مبالغہ کی کونسی بات ہے؟

یہ میں قادر الکلام شاعر ہونے کی بات کیا کہہ گیا؟ جی ہاں! امام محمد اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ جیسے ایک بلند پایہ مصنف اور صاحبِ طرزِ انشاء پرداز تھے، قادر الکلام شاعر بھی تھے۔

آپ کی شاعری کے متعلق جناب محترم ڈاکٹر سیّد عبداللہ صاحب جن خیالات کا اظہار فرما چکے ہیں، اس کے بعد مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں تاہم مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ آپ کے رفقاء میں سے جو شعر و سخن کا ذوق رکھتے

تھے، وہ آپ کو اپنا استاد مانتے اور اصلاح کے لیے آپ کی طرف رجوع فرماتے تھے مثلاً قاضی علاؤ الدین بگھرویؒ[1] نے جب حضرت سید احمد شہیدؒ کے ایماء سے اسلامی مسائل کو نظم کرنا شروع کیا تاکہ عام خواندہ مسلمان انہیں بہ آسانی یاد کر لیا کریں تو وہ جتنا حصّہ نظم کرتے آپ کو اصلاح کی غرض سے سنا دیا کرتے تھے۔ افسوس کہ جامِ شہادت نوش فرمانے کے باعث ان کا یہ رسالہ مکمل نہ ہو سکا۔ اس کے ابتدائی شعر یہ تھے ؎

کروں حمد اس ذات بے عیب کی ۔۔۔ صمد اور غنی عالم الغیب کی!

جو محتاج ہرگز کسی کا نہیں ۔۔۔ اسی کے ہیں محتاج سب ہر کہیں

امام محمد اسمٰعیلؒ کی برجستہ گوئی کا اندازہ آپ اس چھوٹے سے واقعہ سے لگا سکتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب محمد کالے نامی شخص نے عرض کیا کہ میرے نام کا سجع کہہ دیجیے تو آپ نے سنتے ہی بے تکلف اور ارتجالاً فرمایا ع

ہردم نام محمد کالے

تمام لوگ امام محمد اسمٰعیل شہیدؒ کے عالم، عابد، مصنف، مجاہد اور واعظ ہونے کی حیثیتوں سے تو متعارف ہیں لیکن یہ بہت کم لوگوں کو علم ہے کہ آپ اُردو اور فارسی کے ایک قادر الکلام شاعر بھی تھے۔ افسوس کہ جن کو علم تھا ان میں سے کسی نے آپ کے کلام کو مرتب کرنے کی کوشش نہیں کی۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ شاعری کو آپ نے مشغلہ کے طور پر نہیں اپنایا لیکن اس کے یہ معنی بھی تو نہیں

---

[1] قاضی علاؤ الدین بگھرویؒ، مولانا عبد الحئیؒ کے شاگرد اور وقت کے ممتاز عالم تھے۔ جنگِ بالاکوٹ میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ جماعت مجاہدین ص ۲۷۶ - ۲۷۷!

کہ آپ سے جس قدر شعری کلام منقول ہے، اسے بھی محفوظ نہیں رہنا چاہیئے۔
میں نے ان آبدار موتیوں کو جب منتشر دیکھا تو خیال آیا کیوں نہ انہیں ایک
سلک میں منسلک کر دیا جائے تاکہ یہ گنج گراں مایہ ضائع ہونے سے محفوظ رہ سکے۔
"کلامِ امام محمد اسمٰعیل شہیدؒ" ترتیب دینے کے بعد میں نے استاذالاساتذہ
جناب ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب صدر شعبہ اردو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام
پنجاب یونیورسٹی لاہور کی طرف رجوع کیا اور آپ سے "کلام امام محمد اسمٰعیل شہیدؒ"
کے لیے مقدمہ سپردِ قلم فرمانے کی درخواست کی، چنانچہ آپ نے درخواست کو
شرفِ قبولیت سے نوازا اور حسن شفقت و محبت سے راہنمائی کی اور نہایت
وقیع مقدمہ سپردِ قلم فرمایا، اس کا بیان الفاظ کی گرفت سے باہر ہے، بہر آئینہ
میں محترم ڈاکٹر صاحب کا خصوصی شکریہ ادا کرنا اپنا خوشگوار فریضہ
سمجھتا ہوں۔

کلامِ شہیدؒ کی ترتیب و اشاعت سے ہمارا مقصود درج ذیل امور ہیں:۔

۱:۔ امام صاحبؒ کا کلام محفوظ ہو جائے گا نیز اس سے ان کی حیاتِ مبارکہ
کا ایک پہلو واضح ہو کر سامنے آئے گا۔

۲:۔ یہ کلام چونکہ اردو زبان کے ابتدائی دور سے تعلق رکھتا ہے، اس سے
ہماری قومی زبان کے اس عظیم اور قیمتی سرمایہ کو تحفظ نصیب ہوگا، اور
اس طرح اردو زبان کی بھی یہ بڑی خدمت ہو گی۔

۳:۔ تمام کلام چونکہ مذہبی و اخلاقی پہلوؤں پر مشتمل ہے اس کے مطالعہ
سے قارئین کرام کا بھلا ہو گا اور امید ہے ہماری یہ حقیر کوشش روزِ جزا

میزان میں خیر کے پلڑے میں رکھے جانے کے قابل ہو گی۔ انشاء اللہ العزیز۔

میں محترم ڈاکٹر صاحب کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اپنی گوناگوں مصروفیات میں سے وقت نکال کر مقدمہ سپردِ قلم فرمایا اور جناب محمد سرور طارق کا تو ہم سب کو شکر گزار ہونا چاہیئے کہ وہ "کلامِ شہیدؒ" کو نہایت سلیقہ سے زیورِ طباعت سے آراستہ کرا رہے ہیں۔

محمد خالد سیفؔ

ادارہ علوم اثریہ
لائل پور
۲۴ ربیع الثانی ۱۳۹۴ھ
۱۷ مئی ۱۹۷۴ء

کلام

شاہ اسمٰعیل شہیدؒ

از قلم: جناب ڈاکٹر سیّد عبداللہ
ایم۔ اے، ایم او ایل، ڈی لٹ

ہم حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کو عبقات[1]، رسالہ[2] درمنصب امامت، اور تقویۃ الایمان[3] کے مصنف کی حیثیت سے جانتے ہیں لیکن بہت کم لوگوں کو یہ معلوم ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ ایک پختہ کلام شاعر بھی تھے شاہ صاحبؒ جس عظیم تہذیب کے فرد تھے اس میں عام طور سے مکمل شخصیت کے انسان پیدا کیے جاتے تھے۔ اکثر علماء و فضلاء کئی فنون و علوم کے ماہر ہوتے تھے اور شاعری تو وہ فن تھا جو ذوق عام اور شائستگی کے بنیادی لوازم میں سے تھا۔ ہمیں کئی تذکرے ایسے ملتے ہیں جن میں ایسے امراء، حکماء، علماء اور فضلائ کے حالات ملتے ہیں، جو بے شمار دوسرے اوصاف کے علاوہ فن شاعری میں بھی درجہ کمال کو پہنچے ہوئے تھے۔ فارسی کا ایک قدیم تذکرہ لباب الالباب جس کا

مصنف عوفی تھا، ایسے باکمال عالموں کے حالات سے بھرا پڑا ہے۔ نویں دسویں صدی کے شعرائے فارسی کا ایک تذکرہ مجالس النفائس ہے جو سلطان حسین بایقرا کے مشہور وزیر میر علی شیر کا مرتب کردہ ہے اس میں بھی ہمہ فن باکمال شاعروں کا ذکر آیا ہے۔

مقصد کلام یہ ہے کہ ہمارے قدیم معاشرے میں جامع الکمالات شخصیتیں پیدا کی جاتی تھیں، چنانچہ آج ہمیں بعض حضرات کے بارے میں یہ سن کر تعجب ہوتا ہے کہ وہ علوم دینی کے عالم ہونے کے ساتھ ساتھ ریاضی دان یا سائنس دان یا شاعر بھی تھے۔ حکیم عمر خیام کو سب جانتے ہیں کہ ایک ماہر ریاضی دان تھا لیکن شاعری میں اسے جو مقام حاصل ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ کا خاندان یوں بھی مستجمع الصفات تھا۔ اس خانوادے کی ایک امتیازی خصوصیت ہی یہ تھی کہ اس کے نامور افراد بیک وقت کئی کئی شعبہ ہائے کمال میں فائق و فائز تھے، شاہ عبدالعزیزؒ، شاہ رفیع الدینؒ، شاہ عبدالقادرؒ، شاہ عبدالغنیؒ ——— ان میں سے ہر ایک سپہر علم کا آفتاب تھا یہی امتیاز حضرت شاہ اسمٰعیلؒ کو حاصل تھا۔ مجاہد عظیم، محقق، محدث، فقیہ، واعظ ——— اور ان سب اوصاف فائقہ کے ساتھ ساتھ، اچھے شاعر بھی۔ آج کے زمانے پر غور کیجئے! بھلا اس میں اس قسم کی کسی جامع شخصیت کی توقع ہو سکتی ہے؟ حضرت شاہ صاحبؒ کی شاعری کا تذکرہ نگاروں میں سے کسی نے ذکر نہیں کیا صرف نواب صدیق حسن خانؒ کی کتاب اتحاف النبلاء سے معلوم ہوا کہ شاہ صاحب نے فارسی اور اردو میں شاعری بھی کی۔

مولانا غلام رسول مہرؒ نے بھی اپنی کتاب "جماعت مجاہدین" میں ان کی مثنوی "سلکِ نور" کا سرسری سا تذکرہ کیا ہے مگر تفصیل میں نہیں گئے۔

جناب محمد خالد سیف ہمارے شکریے کے مستحق ہیں کہ انہوں نے مختلف کتابوں سے شاہ صاحبؒ کی اردو فارسی نظمیں جمع کر کے، ایک مجموعہ کلام مرتب کر دیا ہے....

تمتّع زہر گوشۂ یافتم

زہر خرمنے خوشۂ یافتم

موجودہ مجموعے میں جو کلام جمع ہے اس کی تفصیل یہ ہے :-

(۱) مثنوی سلکِ نور (اردو) ۱۳۴۰ھ میں مولوی ابو محمد جمیل کے حسب فرمائش رسالہ "حقیقت الصلوٰۃ" کے ساتھ پر کاش سٹیم پریس لاہور سے طبع ہوئی تھی۔ "حقیقت الصلوٰۃ" حضرت سیّد احمد شہیدؒ کی ایک تقریر ہے۔ مرتب یا ناشر کے سہو کی وجہ سے اس کا انتساب حضرت شاہ صاحبؒ کی طرف ہے۔ "حقیقت الصلوٰۃ" ص ۱ سے ۱۷ تک ہے اور "مثنوی سلکِ نور" ص ۱۷ سے ۲۷ تک ہے۔ آخر میں "نسخہ قوت الایمان" ص ۲۷ سے ۲۸ تک ہے۔

(۲) رسالہ بے نمازاں : فاروقی کتب خانہ ملتان کے زیرِ اہتمام $\frac{20 \times 30}{16}$ سائز کے اٹھارہ صفحات پر شائع ہوا تھا۔ ان میں سے آخری ۵ صفحات میں مولانا عبد الغفار ملتانی مرحوم کا "تنبیہ نمازانہ" کے نام سے ایک مضمون ہے۔

(۳) ـــــ مثنوی سلکِ نور (فارسی) راولپنڈی کے ایک دوست کے پاس اس کا ایک قلمی نسخہ ہے جو کہ انہوں نے ایک دوسرے قلمی نسخہ سے

نقل کیا ہوا ہے۔

(۴) قصیدہ در مدح سید احمد شہیدؒ۔ حیات سید احمد شہیدؒ (قدیم نام سوانح احمدی) مصنفہ مولانا محمد جعفر تھانیسری مرحوم ص ۳۱۴ مجموعہ نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۶۸ء سے نقل کیا ہے۔

(۵) قصیدہ در مدح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم "اتحاف النبلا" ص ۴۱۷-۴۱۸ مصنفہ نواب صدیق حسن خان قنوجیؒ سے منقول ہے۔

(۶) آخری اشعار، شاہ صاحبؒ کے رسالہ رد الاشراک (تقویۃ الایمان جس کے باب اوّل اور تذکیر الاخوان باب ثانی کا ترجمہ ہے) کے اختتام پر ہیں۔

ان کے اُردو کلام میں مثنوی سلک نورُ مہر کے کی نظم ہے۔ اس کا مضمون دینی ہے اور انہی خیالات کا ترجمان ہے جو حضرت سید احمدؒ کی دعوت سے مخصوص تھے مثلاً توحید پر زور دیا ہے اور شرک کی سخت مذمت کی ہے۔ شروع میں حمد و نعت ہے —— اور اس کے فوراً بعد حضرت سید احمدؒ کی توصیف و منقبت ہے۔

اس مثنوی میں جو چیز غور کے قابل ہے وہ اوّل تو یہ ہے کہ شاہ صاحبؒ نے اپنے عقائد کی تشریح اس علمی انداز میں کرنے کی کوشش کی ہے جو ان کی نثری کتاب تقویۃ الایمان میں اختیار کیا گیا ہے —— دوسری بات یہ ہے کہ ایسے ایسے علمی و نظریاتی مطالب کے لیے انہوں نے جس طرح شعری تخیل سے کام لیا ہے اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اگر شاہ صاحبؒ سچ مچ شعر و شاعری کے کوچے میں داخل ہو جاتے تو بلند پایۂ شعراء کی صف میں ممتاز مقام کے مالک ہوتے۔

توحید میں ایمان اور شرک سے اجتناب (اور اس میں شرک خفی و شرک جلی

کی تفصیل) قدرتی طور پر، ایسے مصنف سے اور ایسی نظم میں متوقع ہیں لیکن بہ حیثیت شاعر ہمارے لیے تعجب اور دلچسپی کی بات یہ ہے کہ کائنات میں پھیلی ہوئی خدائی صنعتوں کی جزئیات نگاری کے ذریعے شاعر (حضرت شہیدؒ) نے خدا کی ہستی کے بارے میں جو گہرا تاثر پیدا کیا ہے وہ ان کی قادر الکلامی کا ثبوت ہے۔

یہ شمس و قمر، یہ کواکب، یہ عالم عناصر، یہ جنگل، یہ کوہ، یہ معدن، یہ ابر سیاہ، یہ رعد و برق، یہ قوس قزح، یہ شجر یہ حجر — رنگ برنگ پھول — گل و لالہ و نسترن — اور مرغ چمن — اور سرو لبھی،

عرض ذکر میں سب ہیں رطب اللسان
ہر اک مثل طوطی ہیں شیریں بیان

جنگل کے حیوان، ہوا میں اُڑنے والے طیور، رینگنے والے کیڑے، پانی میں تیرنے والی مچھلیاں،

یہ مچھلی ہے رہتی عجب آن میں
کہ سو سو کرے غسل ہر آن میں
سمندر کی تہ میں ہے وہ مختفی،
سدا ذکر کرتی ہے ذکر خفی!
ولے جتنی اس کی یہ تسبیح ہے!
سو سب ایک نکتہ کی تشریح ہے
سو اس ذکر سے ہو کے تاب سی
تڑپتی ہے پھر سطح پر آب کی

پھر امواج میں دیکھو یوں ڈوب ڈوب
نکالے ہے دل کا بخار اپنے خوب
دکھائے ہے وہ راہ مشتاق کو
سکھائے ہے یہ رسم عشاق کو

یہ تو ہوا حال عام مخلوق کا —— مگر انسان جو اشرف المخلوقات ہے
اس کی عبادت کی اور ہی شان ہے ؂

ہزاروں عبادت کے انواع ہیں
کہ یاد ان کو ان سب کی اوضاع ہیں
رہے اس کی خدمت میں حاضر مدام
نہ دے غیر کو اپنے دل میں مقام
اسی کے کمالات دیکھا کرے
اسی کے اشارات سمجھا کرے
اسی پہ بھروسا کرے سربسر
پھر اوروں سے بیٹھے وہ ہو کر نڈر
غرض غیر سے جس قدر ہووے دور
سو توحید کا اس قدر ہو ظہور

اشعار کے اس نمونے سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ شاعر مجرد کو
محسوس و متبحر کی مدد سے کس طرح تصویری صورت دے رہا ہے.....
وہ آیات اللہ کے ذریعے خدا تعالیٰ کی ذات منزہ کا کس خوبی سے تصو

دلاتا ہے......... چنانچہ جو بات محض ذکرِ ذات سے حاصل نہیں ہو سکتی وہ ذکرِ صفات کے ذریعے بکمال خوبی بیان ہو رہی ہے۔

جہاں شاعر، خدا کی بے نشان ذات کی توصیف میں تجریدی انداز اختیار کرتا ہے وہاں فوراً تخیّل سے کام لے کر محسوسات کو بھی سامنے لے آتا ہے تاکہ قاری کے ذہن پر وہ کیفیّت منقش ہو جائے جو شاعر کا مقصودِ کلام ہے۔ یہ اشعار دیکھیئے :-

وہ الحق کہ دانائے اسرار ہے
کہ ہر چیز کا وہ مختار ہے
اسی پر ہے سرِّ نہاں آشکار
اسی نے کیا سب کو یک یک شمار
یہ جو کچھ کہ ہوتا ہے یارو کہیں!
زمیں سے لگاتا بہ عرش بریں
سو سب کی خبر اس کو ہر آن ہے
غرض یارو اس کی بڑی شان ہے

اس کے بعد محسوس جزئیات کا سلسلہ آجاتا ہے۔ یکے بعد دیگرے اور پَے بہ پَے۔

ستارے یہ جتنے ہیں افلاک میں!
دیا پھول بوٹے ہیں اس خاک میں
یہ میدان میں جتنی چمکتی ہے ریت
دیا سبزے کے لہلہاتے ہیں کھیت

درختوں کے جتنے ہیں، یہ برگ و بار
دیا ہیں زمیں پر یہ سب جاندار
سمندر کی موجیں ہیں جتنی عیاں
دیا اسکی تہ میں ہے جو کچھ نہاں
سو سب کچھ ہے حاضر وہاں رُو برُو
وہ ہر چیز کو دیکھے ہے مو بمو
لگا رکھا ہے اس نے سب کا حساب
بنا رکھی ہے اس نے سب کی کتاب

ایک اور مثنوی سلکِ نور فارسی میں ہے، اس کے مطالب بھی یہی ...... توحید اور مذمت شرک وغیرہ ...... ہیں ......، یہ فارسی کلام علمی اصطلاحات کے لحاظ سے زیادہ دقیق ہے؛ مگر شاعری پختہ اور بندش چست ہے۔

نسخہ قوّتِ ایمان (اردو) میں طبّ کی اصطلاحات کا التزام ہے لیکن موضوع اس کا بھی وہی ہے۔ معجون، مغز، بیخ، مصری، موتی، مشک وغیرہ جس نسخے کے اجزا ہیں وہ در اصل، دل (نفس) کو گناہوں اور معصیتوں کے امراض کی شفا کے لیے مرتب ہوا ہے اور خوب ہے؛ مگر شاہ صاحبؒ کے رُتبہ عالی سے فروتر ہے لیکن یہ یاد رہے جہاں معاملہ عام آدمی کی اصلاح سے آپڑتا ہے وہاں بات کا انداز عام آدمی کی سطح کے مطابق ہی ہونا چاہیئے۔

رسالہ "بے نمازاں" (اُردو) میں آیات و احادیث کے حوالے سے نماز کی تاکید اور بے نمازوں کی مذمت بیان کی گئی ہے اور اکثر صورتوں میں یہ آیتوں اور حدیثوں کے منظوم ترجمے ہیں۔

فارسی کلام، قصیدہ در مدح آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم..... مثنوی سلکِ نور، قصیدہ در مدح حضرت سید احمد شہیدؒ اور خاتمہ رسالہ ردّ الاشراک پر مشتمل ہے۔ اس آخری نظم میں جس میں کل چار اشعار ہیں، شاہ صاحبؒ کا نام اسمٰعیل بھی آیا ہے۔

گوید ایں بندہ ضعیف و رذیل
نام او ہست عاجز اسمٰعیل

یہ سارا فارسی کلام جو کچھ زیادہ نہیں شاہ صاحبؒ کی پختہ کلامی کا اظہار کرتا ہے، خصوصاً وہ جنہیں قصیدہ کہا گیا ہے۔ لفظوں اور ترکیبوں کی شان و شوکت ......، اندازِ پیش کش اور بیان کی صورت عام قصیدوں کی طرح ہے .... اور اندازہ یہ ہوتا ہے کہ شاہ صاحبؒ کو فارسی کے بڑے بڑے قصیدہ نگاروں کے کلام کی گہری معرفت حاصل ہے؛ تاہم شاہ صاحبؒ کا یہ کلام اتنا محدود ہے کہ اس کی بنا پر ان کے بارے میں کوئی قطعی اور تفصیلی گفتگو ممکن نہیں۔

آخر میں گذارش ہے کہ موجودہ مجموعہ کلام محض تاریخی حیثیت رکھتا ہے، اس سے شاہ صاحبؒ کے سوانح نگار کو ان کے اوصاف کا ایک اہم پہلو بھی معلوم ہو جائے گا اور مکمل تصویر بنانے میں آسانی ہو جائیگی۔

اس سے ظاہر ہے کہ خالد سیف صاحب نے جو کوشش کی ہے، یا میں نے جو کچھ لکھا ہے اس کی غرض ہرگز یہ نہیں کہ شاہ صاحبؒ کو ایک عالم محقق کی صف سے نکال کر، شاعروں کی صف میں لاکر کھڑا کردیا جائے۔ شاعری شاہ صاحبؒ کے لیے کوئی خاص کمال کی چیز ہوتی تو وہ اسے اپنا مستقل مشغلہ بنا لیتے۔ یہ ان کے لیے ضمنی اور محض وقتی حیثیت رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے بھی اپنے اس مختصر سے مقالے میں، بہ حیثیت شاعر شاہ صاحبؒ کے لیے، مبالغہ آمیز الفاظ استعمال نہیں کیے۔

بایں ہمہ یہ کلام، اگر یکجا نہ کیا جاتا تو ایک سچائی مخفی رہتی...... اور یہ سچائی ہے، یہ امر واقعہ کہ حضرت شاہ اسمٰعیلؒ شاعری پر بھی قادر تھے، ...... اور ان کی مثنوی سلکِ نور (اردو) تو اردو شاعری کی بیاض میں نمایاں جگہ حاصل کرنے کی مستحق ہے۔

اس مجموعے کی اشاعت سے، شاہ صاحبؒ کی زندگی کا ایک اہم پہلو سامنے آیا ہے جو کسی تذکرے میں مذکور نہ تھا۔ حامد حسن قادری نے داستانِ تاریخ اردو میں سب کچھ لکھا، مگر ان کی شاعری کا ذکر نہ کیا۔ مہرؒ نے ذکر کیا تو یہی کہ شاعری کرتے تھے۔ اور میرزا حیرت تو جہاں اتنی طویل داستان سرائی کرتے ہیں کہ حیات شہید کو کہانیوں اور افسانوں کی کتاب بنا دیا ہے وہاں یہ بڑی ضروری بات نہ بتا سکے کہ ان کی تخلیقات میں شعر کا بھی کچھ سرمایہ تھا۔

ان حالات میں، جناب خالد سیف ہمارے شکریے اور مبارکباد

کے بطورِ خاص مستحق ہیں کہ انہوں نے ان بکھرے ہوئے موتیوں کو یکجا کرکے یہ سلکِ نور، اہلِ ذوق و نظر کے سامنے لا رکھی ہے جو بہرحال، جاذبِ توجہ اور دلکش ہے۔

۹ر اپریل ۱۹۷۴ء

سیّد عبداللہ
صدر شعبۂ اُردو انسائیکلوپیڈیا
آف اسلام، پنجاب یونیورسٹی
لاہور

حصّہ اُردو

مثنوی

سالکِ نور

مثنوی

سلکِ نور

الٰہی ترا نام کیا خوب ہے / کہ ہر جان کو وہ ہی مطلوب ہے

اسی سے ہے ہر دل کو آرام و چین / وہی سب زبانوں کا ہے زیب و زین

زباں کس طرح حمد تیری کرے / کہ ہے تو تو ادراک سے بھی پرے

ہمیں بس یہی تیرا ادراک ہے / کہ بے شک تو ہر عیب سے پاک ہے

تیری ذات میں منحصر ہیں کمال / تجھی میں ہیں شانِ جمال و جلال

بڑائی میں تیری بیاں کیا کروں / کہ یہاں تو بڑے لوگ ہیں سرنگوں

بڑا تو ہی ہے اور سب ہیچ ہیں / خیالات کے سارے وہ پیچ ہیں

تو ہے خالقِ ہر مکین و مکاں / تو ہے بادشاہِ زمین و زماں

تو ہی مالکِ ملک ہے اے کریم / کہ ہے ذات تیری جواد و رحیم

ترے جود کے بحر کا اے ودود / حباب مشک ہے چرخ کبود

جھروکے جو آتے ہیں ان میں نظر / ترا نور ان سب میں ہے جلوہ گر

وہ موتی سے بکھرے ہیں ایسے تمام / کہ حیراں ہوں دیکھ سب خاص و عام

تعجب سے کہتے ہیں چھوٹے بڑے / حبابِ سبہ میں ہیں موتی جڑے

ترا حُسن جب نور افشاں ہوا ۔۔۔ بساطِ زمیں اس سے افشاں ہوا

یہ چھینٹوں سے اُس نور کے بے شمار ۔۔۔ بھرا بر و بحر اور سب کوہسار

کہیں لالہ و گل ہوا اُس کا نام ۔۔۔ کہیں دُرّ و مرجاں ہوا لا کلام

کہیں لعل و یاقوت پایا خطاب ۔۔۔ یہ ذرّہ ہیں سب اور تو آفتاب

یہ سب میں عیاں گو وہی نور تھا ۔۔۔ ولے اصل جلوہ تو مستور تھا

جو اتنی بھی رُخ پوشی خوش آئینہ ۔۔۔ بنایا وہیں خاک سے آئینہ

پڑا عکس اُس میں جو اس پاک کا ۔۔۔ تب انساں ہوا نام اُس خاک کا

وہی جلوہ آتا ہے اس میں نظر ۔۔۔ اگرچہ بظاہر ہے عاجز بشر

سو انساں میں ہے کچھ عجب سرِّ غیب ۔۔۔ اگرچہ سراپا ہے وہ نقص و عیب

اسی سے ہے مقصود اصلی خطاب ۔۔۔ وہی ہے گا مضمون ام الکتاب

خصوصاً کہ جو اکمل انسان ہے ۔۔۔ وہ سارے صحیفوں کا عنوان ہے

وہ انسان اکمل ہے سُنتے ہو کون ۔۔۔ ہوئے مفتخر جس سے یہ دونوں کون

نبی الوریٰ یا رسولِ کریم !!! ۔۔۔ نبوّت کے دریا کا دُرِّ یتیم

حبیبِ خدا سیّد المرسلین! ۔۔۔ شفیع الوریٰ ہادیٔ راہِ دین

محمدؐ ہے نام اس کا احمدؐ لقب ۔۔۔ بیاں ہو سکے منقبت اس کی کب

دِل اس کا جو ہے مخزنِ سرِّ غیب ۔۔۔ مبرّا خطا سے ہے بے شک و ریب

زباں اس کی ہے ترجمانِ قدم ۔۔۔ ہوا باغِ دیں جس سے رشکِ ارم

بظاہر ہے جو مقطع انبیاء ۔۔۔ حقیقت میں ہے مطلع اصفیاء

سو اوّل ہی ہے ہر طرح ان کا نور ۔۔۔ بظاہر کیا گو کہ آخر ظہور

سو اُس میں تامّل ذرا اب کیجیے!
ابھی نکتہ باریک پا لیجیے

کہ جب سب سے اکمل وہ انساں ہوا
تو بے شک وہ تصویرِ رحماں ہوا

سو دستور ہے ناظموں کا تمام
کہ آخر کو ہوتا ہے ناظم کا نام

سو تھا انبیاء کا قصیدہ عجیب
ہوا ختم اُس کا بہ نہجِ غریب

تخلّص کا موقع تھا یا دو جہاں
سو تصویرِ ناظم ہوئی واں عیاں

اِن آنکھوں سے ہر چند وہ جسمِ پاک
بظاہر ہوا مختفی زیرِ خاک

ولے نور اس کا ہے قائم مقام
کہ ہر پاک دل میں ہے اس کا مقام

ہوا جلوہ گر آل و اصحاب میں
جو تھے پیشوا دین کے ہر باب میں

ہوا متصل ان کے احباب میں
جو ہیں کامل ایمان و آداب میں

الٰہی پہ ہزاروں درود و سلام
تو بھیج اُس پہ اور اس کی اُمت پہ عام

خصوصاً جو حامل ہیں اُس نور کے
کہ ہادی ہیں اُس راہِ ماثور کے

اُنہیں سے ہے باغِ جہاں لالہ زار
اُنہیں سے ہے دنیا و دین کی بہار

وہ سارے غرضِ حق کے مقبول ہیں
کہ گویا کہ اک ڈال کے پھول ہیں

وہ ہیں گو بتمامِ خدا آشکار
اور اک شاخ کے سب ہیں گوہر ہزار

ولے ان میں اب ایک گُل ہے کھلا
کہ اُس سے ہنسا باغِ دیں کھل کھلا

وہ مستی سے ایسا کھلا بوستاں
کہ قاصر ہے اس کے بیاں سے زباں

ہنسے کیوں نہ اس گُل سے یہ باغِ کُل
محمد ہے بُو اور احمد ہے گُل

چمن میں مہکنے لگی مست بُو
چہکنے لگیں بلبلیں چار سُو!

طلسمات سے بھر گیا باغ و راغ
ہما اور طوطی ہے ہر بوم و زاغ

عجب ہے وہ مے اور عجب ہے وہ جام
کہ بھر بھر کے پیتے ہیں ہر خاص و عام

عجب ساقی ہے اور عجب یار ہیں!
کہ مستی سے سارے وہ سرشار ہیں

وہ سرشار کیونکر نہ ہوں مثلِ گُل،
ولایت ہے جام اور نبوت ہے مُل

وہ ساقی جو خود ہے امامِ زماں
ہوا مفتخر اس سے ہندوستاں

الٰہی ہمیشہ اسے شاد رکھ!
اور اس باغ کو اس سے آباد رکھ

دُعا میں نے کی تم بھی آمیں کہو
ذرا پاس دیں اور آئیں کرو!

ہوئی ختم جب حمد اور نعت و مدح
تو سُن لیجئے اعجوبہ اک متن و شرح

وہ متنِ متیں ہے عجب اصلِ دیں
کہ پڑھتے رہے اس کو سب مرسلیں

اسی کی تو ہے شرح قرآں تمام
اُسی کا تو ایمان و احسان ہے نام

شریعت کا ہے وہی محکم اساس
نہ بھٹکے کبھی جس کے نسخ آس پاس

طریقت کے مقصود کا ہے وہ باب
کہ اس سے ہی اُٹھتا ہے پُورا حجاب

حقیقت کا وہ ہی ہے سرِّ خفی
اُسی سے ہے پھر حال وہاں منجلی

یہ جو معرفت کے اشارات ہیں
اُسی بھید کے سب کنایات ہیں

مراد اس سے خالق کی توحید ہے
وہی اصل توحید و تحمید ہے

اسی سے ہے سب مومنوں کو سرور
اسی سے ہے عشاق کا زور و شور

اسی سے ہے جانِ مقدس کا نُور
اسی سے ہے سرِّ قدم کا ظہُور

اسی کا لیا عہد ارواح سے
اسی کی طلب بھی ہے اشباح سے

اسی کا تھا مذکور روزِ الست
وہی گاتے ہیں سارے ہشیار مست

سو ہر چند ہے ہر زباں پر دہ فاش
ولے مغز کو اس کے پہنچے یہ کاش

سو جو اس کو پہنچا بحکمِ ازل ۔ وہی ہو گیا عالمِ باعمل
اور اس سے ہی جو شخص محروم ہے ۔ سو علم و عمل اس کا مذموم ہے
وہ ہر چند لاکھوں کتابیں پڑھے ۔ اور اس کے مہارت میں سب سے بڑھے
سو باطل ہے اس کی وہ گفت و شنفت ۔ وہ بک بک کے کھوتا ہے بس عمر مفت
کتابوں کو لادے ہوئے بے سبب ۔ گدھے کی طرح پھرتا ہے روز و شب
وہ علم اس کا سب کے لیے نور ہے ۔ ولے خود تو آنکھوں سے وہ کور ہے
اسی طرح جو اس سے ہے بے خبر ۔ عبادت میں مشغول پھرتا ہے اگر
تو وہ گر عبادات برسوں کرے ۔ ریاضات کر کر کے عمروں مرے
سو بیہودہ ہے اس کی وہ سعی سب ۔ عبث محنتوں میں پڑا روز و شب
یہ خلوت میں ہے اس کی جو جلوہ گر ۔ خیالاتِ باطل ہیں آتے نظر
وہ گو ان خیالوں میں مسرور ہے ۔ ولے اپنے رب سے بہت دور ہے
حقائق معارف کریں گے ظہور ۔ ولے روح کی آنکھ اس کی ہے کور
غرض جو کوئی اس سے ہے بے خبر ۔ سو باطل ہے اس کا کمال و ہنر
سو سب لغو ہے اس کا یہ قیل و قال ۔ خیال غلط ہے یہ ہجر و وصال
وہ علم و عمل گرچہ خود نور ہے ۔ ولے یہ تو آنکھوں سے معذور ہے
یہ توحید ہے وہ شرابِ طہور ۔ کہ اک دم میں لادے ہزاروں سرور
ولے جام کو صاف رکھ چرک سے ۔ دل اپنے کو تو پاک رکھ شرک سے
کہ جس دل میں کچھ غیر کا میل ہے ۔ تو سن لیجیے اس کا وہی میل ہے
یہاں تک کرو اس کی تم شست و شو ۔ کہ ہرگز نہ باقی رہے اس کی بو

کہ جس دل میں کچھ شرک مستور ہے سو توحید اس سے بہت دُور ہے

نہ ہو اس میں نورِ اُس کا ہرگز پدید کہ جس میں ہو ظلماتِ شرکِ پلید

سو اقسام ہیں شرک کے بے شمار کہ گننا تو ہے اُس کا دشوار کار

ولے اُس کو مجمل تو سُن لیجئے پھر آپ اس کی تفصیل بھی کیجئے

سو اوّل عقیدہ کا اِشراک ہے نہایت خبیث اور ناپاک ہے!

پھر اس خبث کی بُو ہے ہر حال میں جو ظاہر ہو اقوال افعال میں

وہی دوسری قسم ہے سُن لے یار ذرا اُس سے بھی رہیو تو ہوشیار

سو دو فصل ہیں سُن لے اس کا بیان ذرا کچھ حقیقت ہو اُس کی عیان

یہ اب فصلِ اوّل سنو سر بسر جو کچھ دین و ایمان کی یا خبر

عقیدہ کے اشراک ہیں مری جان بہت دُور رکھ اپنے وہم و گمان

یہی جان تو دل سے بے شک و ریب کہ ہے ذاتِ خالق کی بے نقص و عیب

کمالات اس کے ہیں سب بے عدیل وہی ہے عزیز اور سب ہیں ذلیل

نہیں اس کی عزت میں کوئی شریک یہ دعوے ہمارے ہیں سارے رکیک

وہی مالک الملک ہے بے وزیر وہی نافذ الحکم ہے بے مشیر

وہی آپ کرتا ہے سب جزو و کُل، وہی حل کرے عقدے مشکل کے کل

اسی کو سمجھنا تو مشکل کُشا کسی اور کا یہ لقب مت بنا

وہ خود سب کرے ہے کثیر و قلیل، نہیں کام میں اس کے کوئی دخیل

جو چاہے ہے کرے حکم بے قیل و قال کسی کو نہیں بولنے کی مجال

سفارش کی پروانگی نہ دے تو پھر کون ہے جس کا مُنہ پڑ سکے

کہ عزت گے دربار میں رُو برُو — ذرا جا کے ہو وے وہاں دُو بدُو

قلم اس کا جاری ہے مثلِ نہنگ — یہ سب مل کے خوش ہو ویں یا ہو ویں تنگ

اہانت کرے یا کہ تکریم کچھ !! — نہ بن آوے وہاں غیر تسلیم کچھ

جسے چاہے اک دم میں کر دے ذلیل — جسے چاہے اک دم میں کر دے خلیل

کوئی ذرا دم مارے امکان کیا — فرشتہ ہے کون اور انسان کیا

بڑے اور چھوٹے ہیں جتنے یہ لوگ — اسی فکر و غم کا ہے اس کا یہ سوگ

نکتہ نواز اس کا ہے گو کہ نام ! — ولے نکتہ گیری بھی ہے اس کا کام

سو نکتہ نوازی تو مشہور ہے — ولے نکتہ گیری بھی دستور ہے

اسی کے ہے قبضہ میں سب تخت و تاج — اسی کا ہے غیب و شہادت میں راج

فلک اس کے سجدے میں ہے واژگوں — ملک اس کی تسبیح میں ہے سرنگوں

اس کی ہے خدمت میں شمس و قمر — شب و روز حاضر ہیں بستہ کمر

کواکب جو شب بھر یہ بیدار ہیں — سو سب دید میں اس کی ہشیار ہیں

یہ آب و ہوا آتش خاک سب — اطاعت میں اس کی ہیں چالاک سب

یہ جنگل بن دیکھو تو کوہ و متیں — عبادت میں اس کی ہیں عزلت نشیں

یہ میدان سارے جو ہیں لق و دق — پڑے بولتے ہیں یہ سب حق و حق

سمندر و کھادر و مرجان و کوہ — بیان کرتا ہے اس کے احسان کو

معادن کو سینہ میں بھر کر زمین — پڑی بولتی ہے کہ اے سامعین

اطاعت ہماری طرح کیجئے — یہ سینہ میں اسرار بھر لیجئے

ذرا کوہ سے سُن لے اے ہوشیار — کہ کیا کہتا ہے بیٹھ وہ بار بار

دکھاتا ہے یاقوت وہ رُو برُو
کہ یُوں صبر سے ہوتے ہیں سُرخرو

وہ بادِ صبا حکم اس کا ہے یار
سُنا دیتی ہے ابر کو ایک بار

وہ ابرِ سیہ سُن کے حکمِ الست
وہیں دوڑ آتا ہے جوں پیل مست

یہ دیکھو تو اس دم میں اس کا ہجوم
چلا آتا ہے کس طرح جھوم جھوم

گرجتا ہے جب رعد وہاں ذوق میں
تو کرتا ہے یہ وجد یہاں شوق میں

غصّے ہو کے پھر اس میں بے اختیار
یہ گھٹ گھٹ کے روتا ہے زار و نزار

کبھی ہنستے ہنستے وہ دیوانہ وار!
لباس اپنا کرتا ہے بس تار تار

وہ ہالہ دکھاتا ہے اس جوش میں
کہ اس کا ہے حلقہ مرے گوش میں

جو قوسِ قزح میں اشارات ہیں
سو اہلِ جنوں کے کنایات ہیں

کہ ابرو میں عاشق کے یُوں سُرخ رنگ
بھنویں جس کے عشاق کا ہے یہ ڈھنگ

یہ سارے شجر اس کے آگے مدام!
ادب سے کھڑے ہو کے وہ لا کلام!

کمالات کے اس کے وہ مل کے سب
ہزاروں ورق پڑھتے ہیں روز و شب

ذرا دیکھ لو جتنے یہ پھول ہیں،
سو تسبیح میں اس کی مشغول ہیں

جو اس کے کمالات ہیں رنگ رنگ
کہ ظاہر ہیں چاروں طرف بے درنگ

سو ورقوں میں ان کے لکھے ہیں تمام
وہ سب خطِ گلزار سے لا کلام

وہ جس گل سے پوچھو وہ دیوے بتا
کہ ہر پتے اس کے ہیں اس کا پتا

گل و لالہ و نسترن بے گماں
یہ سب مثلِ سوسن ہیں رطب اللساں

کمال اس کے یہاں دیکھ کے رنگ رنگ
سبھی مثلِ نرگس ہیں یہاں دیکھو دنگ

چمن کا تذکرہ نسیمِ سحر!
جو تذکیر کرتا ہے یہاں سر بسر

سو سُننے کو تذکیر کے اے عزیز
سبھی مثلِ گل کان ہیں باتمیز

کہ سُن سُن کے تذکیر اے ہوشیار
خوشی سے یہ ہنستے ہیں سب بار بار

اسی کی بدولت یہ سارے ہیں پھول
چمن میں یہ ہنستے ہیں سب پھول پھول

یہ جو بات لوگوں میں مشہور ہے
اور اشعار میں اس کا مذکور ہے

کہ بلبل جو یوں عشق میں زار ہے
سو گل کی محبت میں سرشار ہے

اسی سے ہے اس کا یہ فرح و سرور
اور اس کو ہے اپنا یہ کبر و غرور

اسی سے ہے اس کا یہ سب وجد و حال
اسی کی یہ کرتے ہیں سب قیل و قال

سو یہ بات ہے شاعروں کی فقط
خیالات ان کے ہیں سارے غلط

یہ گل نے سنی ہے کی جب سے یہ بات
وہ چھپتا پھرے ہے پئے زیرپات

عرق میں اس کی ہے وہ مالا مال،
خجالت سے رخسار ہیں اس کے لال

حقیقت میں ہے کچھ وہ سرّ قدم
جسے کہتے سنتے ہیں دونوں بہم

وہ کہہ کہہ کے روتا ہے زار و نزار
یہ سُن سُن کے ہنستا ہے دیوانہ وار

زباں اس کی جاری ہے گر ذکر میں
تو دل اس کا مشغول ہے فکر میں

زباں اس کی گو چرب و چالاک ہے
ولے غیر سے اس کا دل پاک ہے

جو آہ و فغاں میں وہ بیہوش ہے
تو سُننے کو اُس کے یہ خود گوش ہے

جو وہ ذکر میں مست و بے جان ہے
تو یہ دید میں چشم حیران ہے

اسی کا یہ جلوہ ہے کچھ منجلی،
کہ جس سے کلی کو ہے یہ بے کلی

صبا اس سے کہتی ہے جب سرّ پاک
تو سُن سُن کے کرتا ہے وہ سینہ کو چاک

اسی سے چہکتا ہے مرغِ چمن!!
اسی سے مہکتی ہے بُوئے سمن

اسی سے بوستاں میں ہے چہچہا — اسی سے چمن میں یہ ہے قہقہا
وہی سرِ حق ہے کہ صبح و مسا — یہ قمری پڑی گاتی ہے برملا
سو جب سے سنی سرو نے یہ بات — کھڑا ہے وہ حیرت میں دن اور رات
اشارت سے انگشت کے پھر بیاں — وہ کرتا ہے توحید دیکھو عیاں
لکھا پتے پتے پہ ہے یہ کلام — موحد ہے سرسبز دیکھو مدام!
وہ پانی کی زنجیر پاؤں میں ڈال — دکھاتا ہے لوگوں کو اپنا یہ حال
غلامی کی زنجیر میں شاد ہوں — مقید ہی ہوں گو کہ آزاد ہوں
جو کرتا پھرے ہے یہاں مرغ ناز — اذاں کہنے پر وہ ہوا سرفراز
ہوا میں معلق یہ سارے طیور — صفیں باندھ کر کر رہے ہیں یہ شور
کہ تسبیح کی دیکھو یہ شرط ہے — قطع کیجئے جو غیر کا ربط ہے
سو اتنی تو لازم ہے مردانگی! — زمین اور فلک سے ہو بے گانگی
غرض ذکر میں سب ہیں رطب اللساں — ہر اک مثلِ طوطی ہیں شیریں بیاں
طرق ذکر کے اس میں ہیں صد ہزار — چہکتا ہے اس میں ہر ایک بار بار
ذرا چارپائیوں کا دیکھو خضوع — کہ ہے رات دن انکا رکوع
سو ان میں سے جتنے کہ ہیں جنگلی — انہیں غیر سے سخت ہے بیکلی
وہ از بس کہ توحید کے یار ہیں — سو غیروں کی صورت سے بیزار ہیں
سو جنگل میں پھرتے ہیں وہ روز و شب — کہ طالب ہیں خدمت کے وہ یار سب
اور اہلی ہیں جو ان میں سو لا کلام — وہ حاضر ہیں خدمت میں سارے مدام
سو ہر وقت ان کا یہ پیغام ہے — کہ ہم بندے ہیں بندگی کام ہے

سو خدمت کا جس کی ہو حکم ایک بار — نہیں اس کی خدمت سے کچھ ہم کو عار

یہ حشرات کرتے نہیں کچھ بھی بات — پڑے سجدے میں یا ہیں گے دن اور رات

اطاعت میں کرتے نہیں آج کل — یہ خدمت میں پھرتے ہیں سب سر کے بل

یہ مچھلی جو ہے رہتی عجب آن میں — کہ سو سو کرے غسل ہر آن میں

سمندر کی تہ میں وہ ہے مختفی، — سدا ذکر کرتی ہے ذکر خفی !

ولے جتنی اس کی یہ تسبیح ہے — سو سب ایک نکتہ کی تشریح ہے

سو اس ذکر سے ہو بے تاب سی، — تڑپتی ہے پھر سطح پر آب کی

پھر امواج میں دیکھو یوں ڈوب ڈوب — نکالے ہے دل کا بخار اپنے خوب

دکھائے ہے وہ راہ مشتاق کو — سکھائے ہے یہ رسم عشاق کو

کہ عاشق کا ہے ذکر بے قیل و قال — کشاکش ہیں امواج کی وجد و حال

پھر امواج وحدت میں یوں ڈوبتا — کہ کثرت کی عالم کی یوں اوبتا

یہ جن و پری ہیں جو عزلت گزیں — سو ہیں ذکر میں اس کے خلوت نشیں

اطاعت میں اس کی یہ لاچار ہیں — حکومت میں اس کی یہ لاچار ہیں

نہیں پوچھتا ان کو کوئی وہاں ! — جو چاہیں سو کرلیویں یار و یہاں

نہ ان کو ملے بار واں رو برو — نہ ان کی ذرا ہے وہاں گفتگو

اور انسان جو شاہ شطرنج ہے — سو اس کے لیے راحت و رنج ہے

سکھایا اسی کو ہے فکر سخن — بنایا اسی کو ہے کن اور مکن،

سو طاعت میں اس کی عجب آن ہے — عبادت میں اس کی بڑی شان ہے

کہ لاکھوں زباں میں وہ کرتا ہے ذکر — کروڑوں طرف میں وہ کرتا ہے فکر

ہزاروں عبادت کے انواع ہیں،
کہ یاد ان کو ان سب کی اوضاع ہیں

سو یہ سب ہے تسبیح انسان کی !
سو یہ ہے خاص تصویر رحمان کی !

رہے اس کی خدمت میں حاضر مدام
نہ دے غیر کو اپنے دل میں مقام

اسی کے کمالات دیکھا کرے
اسی کے اشارات سمجھا کرے

کلام اس کا ہر آن سن سن رہے
کمال اس کا ہر وقت پڑھ پڑھ کہے

اسی سے بھروسا کرے سربسر
پھر اوروں سے بیٹھے وہ ہو کر نڈر

اسی کو تکے راحت و رنج میں
مقید ہو گر قیدِ افرنج میں

ڈرے اس سے سو ہو اسی کا عتاب
کہے جس سے سو ہو اسی کا خطاب

اسی کے رہے در پہ قائم مقیم،
اسی سے رکھے دل میں امید و بیم

سو شرکِ جبلّی رہے دُور دُور
کہ توحیدِ شرعی کرے پھر ظہور

اسی کی کہے اور سنے یار و بات
اسی کی طرف دیکھے دن اور رات

اسی کے لیے بدلے لاکھوں ہی رنگ
اسی کے لیئے ڈالے ہر صلح و جنگ

کسی کی طرف جو کرے التفات
بن آوے کبھی کچھ بھی اس کو نہ بات

غرض غیر سے جس قدر ہووے دُور
سو توحید کا اس قدر ہو ظہور

وہی پیوے وحدت کی مے بھر کے جی
کہ غیروں کی بھاوے نہ مے جیتے جی

سو پائی ہے جس نے یہ توحید یار
عبادت ہی ہے اس کا ہر کاروبار

جو وہ بات کرتا ہے سو ذکر ہے
وہ جو غور کرتا ہے سو فکر ہے

وہ جو کام کرتا ہے سو ہے قبول
کہ رحمت کا ہے اس پہ ہر دم نزول

گناہ اس کے گنتی میں ہیں خیر کے
کہ بہتر ہیں طاعات سے غیر کے

حضورِ مقدس کا ہے وہ امیر ۔ بظاہر ہو گو نام اس کا فقیر
وہ ظاہر میں ہے اک انسان یہاں ۔ ولے جا کے گر دیکھو اس کو عیاں
کہ تعظیم کرتے ہیں اس کو تمام ۔ فرشتے بھی کرتے ہیں جُھک جُھک سلام
یہ توحید کا بلکہ مذکور ہے ۔ ولے یاں تو کچھ اور منظور ہے
کہ جو شرع میں سب سے مطلوب ہے ۔ بدوں اس کے ایماں مسلوب ہے،
بیاں اس کا کرتا ہے یہاں یہ ضرور ۔ کہ ایمان کی آنکھ کا ہے یہ نور
سو ذکر اس کا تم بھی سنو مختصر، ۔ اور اس پر تو مضبوط باندھو کمر
کہ پھر راہ شاید کچھ آگے چلے ۔ کہ اس سے وہ مقصودِ اصلی ملے
سنو شرک کے معنے اس نوع بھی ۔ مبادا کہ پھر جاؤ اس میں کبھی
کہ جس شان کا حق کو ہے انصاف ۔ بیاں اس کا قرآں میں ہے صاف صاف
سو لے کر کے اس میں شانِ منطوق کو ۔ وہ ثابت لگے کرنے مخلوق کو!
اور اس کا ہی ہے نام شرک جلی، ۔ مٹاتے ہیں اس کو نبی اور ولی
کمالات سب حق کے ہیں بے حصار ۔ تو اقسام ہیں شرک کے بے شمار
سو اقسام اس کے بھی ہیں بے شمار ۔ ولے دو ہی قسمیں یہ بر روئے کار
سو اوّل تو اشراک فی العلم ہے ۔ کہ آئینہ دل کا یہ جرم ہے
سو یہ جان تو دل سے بے شک و ریب ۔ کہ ہے شان خالق کی بے نقص و عیب
شریک اس کا کوئی نہیں اس میں یار ۔ فرشتے ہوں یا انبیاء کبار
اسی پر ہے اسرار سب منجلی ۔ اور عاجز ہیں یاں ہر نبی و ولی
وہ الحق کہ دانائے اسرار ہے ۔ کہ ہر چیز کا وہ مختار ہے

اسی پر ہے سرِّ نہاں آشکار — اسی نے کیا سب کو یک یک شمار
حقیقت ہے ہر چیز کی واں عیاں — وہ ظاہر ہو یا ہووے سرِّ نہاں
یہ جو کچھ کہ ہوتا ہے بار و کہیں — زمیں سے لگا تا بعرشِ بریں
سو سب کی خبر اس کو ہر آن ہے — غرض بار و اس کی بڑی شان ہے
ستارے یہ جتنے ہیں افلاک میں — دیا ہے گُل بوٹے ہیں اس خاک میں
یہ میدان میں جتنی چمکتی ہے ریت — دیا سبزے کے لہلہاتے ہیں کھیت
درختوں کے جتنے ہیں یہ برگ و بار — دیا ہیں زمیں پر یہ سب جاندار
سمندر کی موجیں ہیں جتنی عیاں — دیا اس کی تہ میں ہے جو کچھ نہاں
سو سب کچھ ہے حاضر وہاں رُو برُو — وہ ہر چیز کو دیکھے ہے مو بمو!

لگا رکھا ہے اس نے سب کا حساب
بنا رکھی ہے اس نے سب کی کتاب

○

رسالہ بے نمازاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ

یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّیُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ

جس دن کھولی جاوے گی پنڈلی سے اور بلائے جاویں گے سجدہ کو پس نہ قادر ہونگے

خَاشِعَۃً اَبْصَارُھُمْ تَرْھَقُھُمْ ذِلَّۃٌ وَقَدْ کَانُوْا یُدْعَوْنَ

نیویں رہیں آنکھیں ان کی چڑھی آتی ہے ان پر ذلت اور پہلے ان کو بلاتے تھے

اِلَی السُّجُوْدِ وَھُمْ سَالِمُوْنَ ہ

سجدہ کی طرف اور وہ چنگے تھے۔

بعد حمدِ پاک رب العالمین | اور درود رحمۃٌ للعالمین

حال اپنا اب سنو اے بے نماز | کیوں رہے مالک کے فرمانے سے باز

تم کو سب ہر چند سمجھاتے رہے | راہِ حق ہر چند بتلاتے رہے

پر نہ کچھ اس کا اثر تم پر ہوا | گرچہ اس کا شور و غل گھر گھر ہوا

بے نمازو کیا غضب کرتے ہو تم | حق تعالیٰ سے نہیں ڈرتے ہو تم

کچھ نہ تم نے اپنے رب کی یاد کی | عمر اپنی مفت میں برباد کی!!

کچھ نہ کی اعمال پر اپنے نظر | آخرت کا آئے گا آخر سفر

جو کوئی اس بات سے غافل رہا | اپنا کچھ کھویا کسی کا کیا گیا

اب تو سر اپنا جھکا اے بے نماز | رُوبرُو مالک کے با عجز و نیاز

سر جھکا کاہل نہ ہو اٹھ تو سہی | بندہ ہونے کی علامت ہے یہی

سر جھکانے سے ہی عزت ہے وہاں — بن جھکائے سر جھکانا ہے کہاں

سر جھکا کر منصب اپنے پر نظر — دیکھتا ہے اب تو حیراں ہو کر کدھر

مت کر اب حیلہ بہانہ اے عزیز — اپنے درجے پر ذرا تو کر تمیز

کس لیے رکھتا ہے توکل پر یہ کام — سہل جو حق نے کیا تجھ پر تمام

سر جھکا سر پر نہ لے دوزخ کو تو — سر جھکا مالک سے ہو لے سرخرو

سر جھکانے ہی سے با ایماں ہو — بن جھکائے سر کے تو شیطاں ہو

سر جھکا سجدے میں اور ہشیار ہو — خوابِ غفلت سے ذرا بیدار ہو

سر جھکا مت کر غرور اے بے نماز — اب تو آ اس اینٹھ و بینٹھ اپنی سے باز

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۚ إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَن تَبْلُ

اور نہ چل زمین پر اکڑتا ہوا تو نہ پھاڑ ڈالے گا زمین کو اور نہ پہنچے گا پہاڑوں

الْجِبَالَ طُولًا ۝ كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِندَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا

لمبا ہو کر یہ سبھی باتیں ہیں ان میں بری چیز ہے تیرے رب کی بیزاری —

اینٹھ و بینٹھ آوے گی نزے کچھ نہ کام — دم نکلتے ہی ہو گی سبھی ترکی تمام

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ

قسم ہے گھسیٹ لانے والوں کی۔

آ کھڑا ہو سر پہ عزرائیل جب — بھول جا یہ کرّ و فر یک لخت سب

کھینچنے جس دم لگے وہ جان کو — ڈھونڈتا پھرنے لگے ایمان کو

جس گھڑی ساری رگیں کھنچنے لگیں — جسم کے اعضا سبھی بھنچنے لگیں

آ پڑے جس دم ارے تجھ پہ بلا — کون ہو اس دم ترا ساتھی بھلا

آخر اس دنیا سے اُٹھنا ہے تجھے
ہے ذائقہ اس موت کا چکھنا تجھے

إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ

تمہارا مال اور اولاد ہی ہیں جال پھنسنے کو

چھوڑ جاوے گا سبھی اولاد و مال
آ پڑے تجھ ایک سے آخر سوال

قبر میں تنہا پڑے گا جب کہ تو
پھر فرشتہ آ کھڑا ہو رُو برو

فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُونَ

پھر کیا ہوگا جب فرشتے جان ان کی نکالیں گے مارتے جاتے

وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ

ان کے مُنہ پر، اور پیٹھ پر

ہڈی اور پسلی لگے سب ٹوٹنے
جسم سے اعضاء لگے سب چھوٹنے

اس گھڑی کیونکر اسے دو گے جواب
جس گھڑی ہونے لگے تم پر عذاب

پھر جواب اس دم تمہیں آوے کہاں
ہائے ہائے کر کے رہ جاؤ وہاں

حشر میں بھی پھر بہت ہو گے خراب
ہو وہاں بھی سخت شدّت کا عذاب

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَإِذَا هُمْ مِّنَ الْأَجْدَاثِ

اور پھونکا جاوے گا نرسنگا پھر قبروں سے اپنے رب کی

إِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ؕ

طرف پھیل پڑیں گے،

یعنی جب قبروں سے لیں تم کو اُٹھا
اور سوا نیزے پہ سورج ہو کھڑا

نفسی نفسی اس گھڑی ہونے لگے
چشمِ اُلفت ہر کوئی دھونے لگے

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ

جس دن بھاگے مرد اپنے بھائی سے اور اپنے ماں باپ سے اور اپنے ساتھ والے

وَبَنِيْهِ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ

سے اور بیٹوں سے ہر مرد کو اس دن فکر لگا ہے جو اس کو بس ہے

اس قدر پڑنے لگے جب آپ دہاپ
باپ سے بیٹا جدا بیٹے سے باپ

جب نہ دیں ماں باپ بھی بیٹے کا ساتھ
پھر وہاں پکڑے تمہارا کون ہاتھ

پھر چلے جاؤ گے تم پکڑے ہوئے
دست و پا ہر ایک کے جکڑے ہوئے

اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ مِنْ اَعْمَالِهٖ

پہلے وہی چیز کہ حساب کیا جاوے گا ساتھ اسی چیز کے

الصَّلٰوةُ ۔

بندہ اپنے کاموں یعنی نماز سے

پھر چلو مالک کے جب تم رو برو
آپڑے اوّل اسی کی گفتگو

یعنی جب ہووے نمازوں کا حساب
بے نمازو اس کا کیا دو گے حساب

جب نہ بن آوے جواب اس کا تمہیں
پھر لگے ہونے عذاب اس کا تمہیں

جب وہاں نکلے نمازوں میں قصور
ہو جماعت سے مسلمانوں کے دور

ہو ویں پھر سنگت میں سب قارون کے
اور ابی بن خلف فرعون کے

اس میں ہرگز شک نہیں کر لو یقین
یہ تو فرماتے ہیں ختم المرسلین

جو کرے کوئی نماز اپنی قضا
اس کو حضرتؐ نے وہیں کافر کہا

اور اس سے کچھ نہیں مقصود ہے
قَدْ كَفَرَ کا لفظ خود موجود ہے

مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ ۔ اَلْعَهْدُ

جو کوئی چھوڑ دے نماز کو قصداً پس تحقیق انکار کیا اس نے ۔ وہ اقرار کہ بیچ

الَّذِىْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ

ہمارے اور بیچ منکروں کے ہے نماز ہے پس جو چھوڑ دے نماز کو پس تحقیق

کہ طریقہ کفر کا اختیار کیا اس نے

جس گھڑی یہ بے نماز ہوں ان کے سنگ
اس گھڑی اڑ جائیں سب چہروں کے رنگ

آئے گا غصے سے جب دوزخ میں جوش
پاس والوں کے بھی اڑ جائیں گے ہوش

آپڑیں دوزخ میں پھر اس قسم تمام
ہو وہاں خلقت کا ان پر اژدہام

جا جہنم میں پڑیں وہ سب کے سب
گرد ان کے ہو ہجوم خلق تب

فِيْ جَنّٰتٍ يَتَسَآءَلُوْنَ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ

باغوں میں مل کر پوچھتے ہیں گنہگاروں کا حال کیسے پڑے تم دوزخ میں

جنتی ان سے کریں اس دم سوال
آج کیوں ہے کا تمہارا سخت حال

کیا کسب تم نے کیے دنیا کے گھر
جس لیے تم پر پڑی نار سقر

آگ نے سب تن تمہارا کھا لیا
بچھوؤں اور سانپوں نے سب سنگوا لیا

قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ

وہ بولے ہم نہ تھے نماز پڑھتے

دوزخی دوزخ میں یوں بولیں تمام
با نمازوں میں نہ تھے ہم اس مقام

ہم کو سب ہر چند سمجھاتے رہے
ہم بہت سے عذر واں لاتے رہے

جب نہ سمجھا ہم نے ان کی بات کو
تب لیا سر اپنے اس آفات کو

وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝

اور نہ ہم تھے کھلاتے محتاجوں کو ۔

اور جو مسکیں آ جاتا کہیں
ہم طعام اس کو کھلاتے تھے نہیں

اس لیے دوزخ میں ہم آ کر گرے
مکر شیطان سے دغا کھا کر گرے

اور بھی اک بات اب سن لیجئے
کان دل کے اس طرف ٹک کیجئے

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ

پھر خرابی ہے ان نمازیوں کی جو اپنی نماز سے

سَاهُوْنَ ۝

بے خبر ہیں !

بے نماز ان کو فقط کہتے نہیں
جو نماز اپنی کبھی پڑھتے نہیں

بلکہ جس سے ایک وقتی ہو قضاء
واسطے اس کے بھی دوزخ ہے لکھا

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ

منافق جو ہیں دغا بازی کرتے ہیں، اللہ سے اور وہی ان کو

وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى

دغا دے گا اور جب کھڑے ہوں نماز کو تو کھڑے ہوں جی ہارے

بلکہ پانچوں وقت گر پڑھتا رہے
اور ہارے جی ادا کرتا رہے

اس میں بھی بوئے مسلمانی نہیں
دل میں اس کے نورِ ایمانی نہیں

وہ منافق ہے دغا بازوں کا شاہ
قعر میں دوزخ کے ہو گی اس کی راہ

بے نمازوں میں وہ ہیں داخل سبھی
ہے نہیں کچھ اعتبار ان کا بھی

یہ بھی قرآن میں موجود ہے — جو نہ مانے اس کو وہ مردود ہے
بے نمازو کان دے سن لیجئے — جو لکھا ہے اس بموجب کیجئے
چھوڑیو مت تم نماز اپنی کبھی — عاجزی سے سر جھکا رکھیو سبھی
جو نماز اپنی کرو گے سب ادا — بخش دے گا رب تمہاری سب خطا
جو کبیرہ سے کوئی توبہ کرے — اس کے سب چھوٹے گناہ حق بخش دے
اس کو بھی دل سے سبھی کرنا یقین — ہے یہی فرمان ختم المرسلین
اے مسلمانوں سنو دل سے ذرا — وقت پر کیجیو نماز اپنی ادا
وقت سے اس کے کبھی ٹلنا نہیں — وقت نکلا ہاتھ پھر لگنا نہیں
وقت سے ہرگز نہ کیجیو درگذر — کارِ دنیا پر نہ کیجیو کچھ نظر
یعنی جب ہوئے طلب دربار کی — کچھ نہ ہو اس دم رعایت کار کی
یعنی جب مسجد میں ہو جس دم اذاں — سب جمع ہو کر چلو اس دم وہاں
جو کوئی مسجد میں جب داخل ہوا — اس پہ پھر انعامِ حق نازل ہوا
جس گھڑی مل کر چلو رب کے حضور — اس گھڑی رحمت کرے تم پر ظہور
اے مسلمانوں چلو مل کر سبھی — دیکھیو تنہا نہ رہ جاؤ کبھی

وَارْكَعُوا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝

اور جھکو ساتھ جھکنے والوں کے

مل کے جھکنے کا تو ہے حکمِ خدا — اس نے ہے قرآن میں فرما دیا
جو جماعت سے ہوا تنہا کوئی — پھر کہو اس کی کہاں عزت رہی
یعنی ہو طاقت جماعت کی جسے — جان کر اس میں قصور اس دم کرے

جس نے طاقت سے کیا اپنا قصور — اس پہ ہو غصہ خدا کا بالضرور
جو نہ یہ کہنا کرے اس کا ادا — کیوں نہ ہو اس پر بھلا غصہ خدا
جو کوئی اس بات کا منکر ہوا — وہ صریح آیات کا منکر ہوا
یار اس انکار سے بچتے رہو — پیروی ابلیس کی تم مت کرو
وہ ہوا ملعون اس انکار سے — ہو گیا مردود اس دربار سے
جو جماعت کا کوئی منکر ہوا — اس کا سب کرنا اکارت ہو گیا
دیکھو منکر نہ اس کے ہوجیو — ہر جگہ مالک کا کہنا کیجیو!
ہے خدا راضی جماعت سے ضرور — اس کی کوشش میں نہ کیجیو تم قصور
آ گئے اب اس کی خود فضیلت کا بیاں — ہے کلام اللہ حدیثوں میں عیاں
جس کی مالک خود فضیلت کہہ چکا — اور کے کہنے کو کیا باقی رہا
سن چکے تم سر جھکانے کا پیام — اس سے زیادہ تر ہے اب اک اور کام
یعنی اس سر کو جھکا کر پھر کہیں — غیر کے آگے نہ رکھو دوسر کہیں
اس سے بچنا شرک اسی کا نام ہے — آخرت میں اس کا سخت انجام ہے
غیر کے آگے نہ دیجیو سر جھکا — مالک اپنے کو نہ کر دیجیو خفا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ
تحقیق اللہ نہیں بخشتا ہے یہ کہ اس کا شریک پکڑیئے اور بخشتا ہے
ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى
اس کے سوا جس کو چاہے اور جس نے شریک ٹھہرایا اللہ کا اس نے بڑا طوفان
اِثْمًا عَظِیْمًا ۝ اِنَّهٗ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ
باندھا۔ مقرر جس نے شریک کیا اللہ کا سو حرام کی اللہ نے اس پر جنت

عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوٰهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ

اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے، اور کوئی نہیں ظالموں کی

مِنْ اَنْصَارٍ ۝

مدد کرنے والا

جو دیا تم نے کہیں سر کو جھکا　　پھر نہ بخشے گا تمہیں ہرگز خدا

گر جھکایا تم نے سر اپنا کہیں　　یہ نمازیں بھی تمہاری سب گئیں

کچھ نہ کام آوے تمہارے یہ نماز　　جو کرو کچھ غیر سے عجز و نیاز

سر جھکانا غیر کو جب شرک ہوا　　دل جھکانا غیر کو کیونکر نہ ہو

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا

اور بعض لوگ ہیں جو پکڑتے ہیں اللہ کے برابر اور انکی محبت

يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ۭ

رکھتے ہیں جیسے محبت اللہ کی،

نام تو اس کا بھی ہے شرک اے عزیز　　غور سے تو دل میں اپنے کر تمیز

یعنی جو دل کو جھکائے گا کہیں　　پھر ذرا اس کی کہیں عزت نہیں

ہاتھ سے اپنے نہ عزت دیجیو،　　بندگی خالص اسی کی کیجیو،

ہر طرح حق پر بھروسہ کیجیو　　غیر کو دل میں جگہ مت دیجیو

بانیازوں سے نہ کیجیو تم نیاز　　ہے نیاز اس کی جو ہے وہ بے نیاز

جز خدا کے سب کے سب ہیں بانیاز　　ہے اسی کا وصف بے تنک بے نیاز

اور بھی اک کام اب تم کیجیو،　　ساتھ پیغمبرؐ کا تم سب دیجیو

جو کیا حضرت نے وہ کر لیو ضرور
اس میں ہرگز کیجیو مت کچھ قصور

یعنی ان کی پیروی کرتے رہو!
برخلاف ان کے کبھی کچھ مت کرو

كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَّكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ

ہر نئی چیز گمراہی ہے اور گمراہی آگ میں ڈالتی ہے

جو قصور اس میں کرو گے تم کبھی
نام ہووے گا تمہارا بدعتی

بدعتی دوزخ میں جاویں گے ضرور
اس میں ہرگز جانیو مت کچھ قصور

اے مسلمانوں سمجھ لو تم ذرا!!
یہ سبھی حضرتؐ نے ہے فرما دیا

گر کرو حضرتؐ کے فرمانے پہ کام
ہو تمہارا جنتُ الماوٰی مقام

دیکھیو حضرتؐ کا کہنا کیجیو!
دخل اپنی رائے کو مت دیجیو

جو دیا اپنی بناوٹ کو دخل
وہ گیا حضرتؐ کی اُمت سے نکل

جب ہوا غیروں کی رسموں پہ یقین
پھر کہاں باقی رہا اسلام و دین

اے مسلمانوں اسی رستے چلو
قوم میں غیروں کی ہرگز مت پڑو

جو ملے گا غیر سے جا کر کہیں
اس کو حضرتؐ نے کہا ہم میں نہیں

جو ہوا حضرتؐ کی سنگت سے جدا
وہ ہوا مردودِ درگاہِ خدا

سلک سے اس کے الگ مت ہوجیو
پیروی ہر دم اسی کی کیجیو

ان کا تم کہنا ادا کرنا سبھی
مال و جان عزت فدا کرنا سبھی

جان و مال و آبرو کھونا یہاں
جانیو تم عزتِ ہر دو جہاں

پیروی کا ذکر سن اے عزیز
تاکہ ہو اس امر میں تجھ کو تمیز

یعنی ہو توحید پہ اول مقیم
دوسرے سنت پہ ہو پھر مستقیم

پھر علی الاعلان ہوا اس کا بیان
تا حقیقت اس کی ہو سب پر عیاں

یعنی سب احکام حق رکھتا ہے یہ
اس میں جو سر پر پڑے سہتا رہے

خوب ہی اس کام میں شہرت کرے
گر نہ نکلے کام پھر ہجرت کرے

یعنی گھر اپنے سے پھر جاوے نکل
گھر کے رہنے میں بھی ہے پورا خلل

جس نے نیکی سے منع جس دم کیا
وہ بھلا اپنا کہاں اس دم رہا

وہ عزیز اپنا رہا کس طور سے
جو بضد مانع ہوا اس طور سے

یار جو کوئی ہوا مناع خیر
ہو گیا وہ سخت تر غیروں کا غیر

یعنی وہ نکلا جبھی اسلام سے
جس گھڑی مانع ہوا اس کام سے

جو خدا کی راہ سے مانع ہوا
اس کا پھر اسلام کیا باقی رہا

اس کے کہنے پر کرے کیونکر عمل
پڑ گیا اسلام میں جس کے خلل

جس کو ہووے شک اگر اس بات میں
دیکھ لے اس کو صریح آیات میں

یعنی جو نیکی سے کچھ مانع ہوا
اس کو مالک نے بھلا کیا کیا کہا

جو کہے کوئی کہ میں حق دار ہوں
یا کہ درجے میں بڑا سردار ہوں

بے رضا میری اگر جاوے کہیں
تجھ کو یہ جانا روا ہرگز نہیں

اس کو بس اتنا ہی تم کہہ دیجیو
زیادہ تر تقریر مت کچھ کیجیو

یعنی جس نے ہم کو یوں پیدا کیا
عقل و دانائی سے پھر درجہ دیا

اور لاحق ہے اس کا ہے عزیز
جس نے یہ ہم کو دیا عقل و تمیز

ہم اسی پر جان و دل سے ہیں فدا
گو مذاہب ہوں ہزاروں ہم کو کیا

اے خدائے دو جہاں پروردگار
ہم گناہ گاروں کا بیڑا کر دے پار

از طفیل حضرت خیر البشرؐ
خاتمہ بالخیر ہو جاویں سب بشر

نسخۂ قوّت ایمان

نسخۂ قوّتِ ایمان

ایک نسخہ کا بیاں ہے دوستو — غور سے سُننا ذرا اس بات کو
تھا کوئی درویش بس کامل طبیب — ذکر لوگوں سے کرے نسخے عجیب
ایک دن ایک شخص بولا برملا — دیجیے ایک نسخہ مرا ہووے بھلا
بولا تجھ کو کیا مرض ہے کر عیاں — دردِ عصیاں کا وہ تب لایا بیاں
مجھ سے ہوتے ہیں گنہ سُن لے حبیب — اس کا نسخہ دے مجھے مشفق طبیب
بولا دوں معجون کا نسخہ جدید — ضعفِ ایماں کو تیرے تا ہو مفید
پہلے اللہ اور نبی پر لا ایمان — ہو جو ممنوعِ شرع سو کر نہاں
آب آنسوں سے تو کاسۂ دل دھو — تخم لے لا تقنطوا اس میں بھگو
سانس کے آرہ سے نخلِ عمر کاٹ — عقل کی میزان میں شریعت کے باٹ
وزن سنّت سے تو کم زیادہ نہ تول — پنج وقتی تخم کو لے جلد مول
شُکر کی مرجان کا دے اس میں سفوف — زہر بدعت کو ملامت بے وقوف
اور محبت کی شکر بھی اس میں ڈال — بغض کے جو تخم ہوں باہر نکال
زر جو ہو زیادہ تو تخم حج لے — کلمۂ طیّب کی جڑ مضبوط دے
جائے فاقہ صوم کے لے تخم مول — ذکر پاسِ انفاس مثلِ ورق طول
گوند غفلت کا نہ لینا یار تو — ڈالیو مغزِ دُعا لے گفتگو
صحبتِ بد کی نہ چھونا چھپال کو — مکر کے مت لے گلو جنجال کو

عشق کی آتش کو سینہ بیچ ڈال — چشم بادامی کا بس روغن نکال
کفر کے بیجوں کی خشخش پھر نہ ڈال — شرک کی پھلیاں جو ہوں کر پائمال
صحبتِ صالح کی خوشبو ڈال یار — ڈال تو خیرات کی اکسیر مار
اور حرارت دین کا سا مشک بھی — خُلق کی مصری ملانا خوب سی
حرص حیوانی کے بیجوں کو نہ دے — بند ہر نیکی کا بھائی جلد لے
یادِ حق کا تخم لینا بالضرور — یہ دوا نادر ہے مت کرنا قصور
وسوسہ ابلیس کے لینا نہ بیچ ! — اس سے ہوتا ہے مرض مہلک نہ ہیچ
تخم نخوت کو نہ رکھنا اپنے پاس — جو یہ ہو نسخہ طبع بھی کر قیاس
یادِ حق موتی کے بدلے ڈالنا — فکرِ عقبیٰ میں عمر کو ٹالنا
ڈر سے مثلِ کہربا ہو زرد رنگ — جلد لے نسخہ بنا مت کر درنگ
پارچہ میں لے تصوّر کے تو چھان — پس ملا کر لے بنا معجون سان
کر کے ہمت کی کھرل میں خوب حل — گولئیں تسبیح کے دانہ کر شغل
یہ دوا مثلِ وظیفہ کھاؤ جی ! ! — شربتِ دیدارِ حق اوپر سے پی
ہے تجربہ کا یہ نسخہ با مزا — صبح کو غم صبر شب کو کر غذا

ہو شفا کامل نہ جو اس سے کریم
تو بڑا کمبخت ہے اور بد فہیم

○

حصّہ فارسی

مثنوی

سلک نور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مثنوی
سلکِ نور

لک الحمد اے مالکِ کارساز — کہ کردی مرا از شناسانِ راز

مرادم ازاں رازِ توحید تُست — کہ آں مغزِ تحمید و تمجیدِ تُست

اگرچہ ادائے حقوقش شدن — محال صریح است از مثلِ من

ولے سینۂ من پر از شورِ اوست — ہمہ عقل و دینم پر از نورِ اوست

خوش آں شعلہ جو سوخت سالوسِ من — چو خور شمع شد جاں بفانوسِ من

چو مستی آلم بہ ہوشم رسید! — صدائے ھو الحق بگوشم رسید

ز شادابی دُرّ دریا سرشت — شگفتم ز سر تا قدم چوں بہشت

چو تندی آں شعلہ اغیار سوخت — دو چشمم ز اغیار یکبار دوخت

چہ انوارِ توحید بر جاں دمید — تو گوئی کہ بنمود صبحِ امید!

چو خورشیدِ توحید از چرخِ جاں — درخشید بر جسمِ خاکی نشاں

شبِ شرک و غفلت گریباں درید — چو یوسف شد از چاہِ کنعاں پدید

شود ہر بنِ مو ازاں آب و تاب — چو ذرات مراتِ آں آفتاب

زہر آئینہ رنگ و اشراقِ نور — دگرگوں برآید بہ تندی و شور

همان نورِ عبّاد را زندگی است — که بے او عبادات شرمندگی است
چو آبِ زلالش چشیده زباں — بہ تسبیح و تقدیس شد دُر فشاں
دہن از مذاقش چو نمکین شود — ہمہ تلخی وعظ شیریں شود
ہمان نور شد افسرِ خسرواں — ہمان نور شد اخترِ خسرواں
ازاں نورِ سلطانِ عادل شود — وزاں نورِ اقبال حاصل شود
چو توحید کیشاں شیرانِ دیں — کہ از ہیبتِ شاں بہ لرزد زمیں
ہمان نور آموزدت مرحمت — وزاں نور پیدا کنی مکرمت
بمیدانِ پیکار روزِ نبرد — کہ از شرک کیشاں برارند گرد
ہمان نور شد آبِ شمشیرِ شاں — ہمان شعلہ بر جست از شاخِ کماں
بنوکِ علم ہائے پاکیزہ خوب — ہمان آتش افروخت از شمع چوب
ہمیں نورِ توحید اصلِ کمال — مبراست از نقص و نسخ و زوال
شرائع عبارت ازاں معنیٰ است — طرائق اشارت آں مکنیٰ است
حقائق ز انفاسِ آں عیسیٰ است — معارف ز اقباسِ آں موسیٰ است
ہمیں گونہ آں نورِ قدسی اثر — نماید بہر لحظہ طرزے دگر
ہم اسلام و ایماں عبارت ازوست — ہم احسان و عرفاں اشارت ازوست
باجمال کردم اشارت بر آں — باشکال گفتم کنایت ازاں

سخن راندن اینجا زبس ابلہی ست
کہ ادراکِ آں بر تر از آگہی ست

قصیدہ

در

مدح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

قصیدہ

در مدح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ہزار حمد برب حکیم صاحب جود — ظہور کرد کمالش ز جز ز ہر موجود

ز آفتاب جمالش بتافت ذرہ صفت — ز سمک قعر زمیں تا سماک چرخ کبود

ز اقتضائے ظہور جمال لم یزلی !! — بخواست تا کہ شود عکس آں جمال نمود

ز بہر جلوۂ آں عکس ساخت آئینہ — لقب نہاد مر آں را محمد و محمود

چو در عجائب آفاق انفس و آفاق — بغور فکر تامل کنی بلوح وجود

عجیب تر ز ہمہ غیر ازیں نخواہی یافت — کہ شد ز حکم حکیم جواد رب ودود

شروق نور مقدس بہ تیرہ دان زمین — بروق بارق غیبی ز متن اسحب سود

نزول نور الٰہی بعالم قدسی — ظہور احمد مرسل در اہل کفر و جحود

تمام کون و مکان مفتخر ازو گردید — ہمہ بروج و کواکب باد شدہ مسعود

نوید مولد او چوں بگوش عرش مجید — رسید گفت زہے مولد و زہے مولود

ز شور تہنیت قدسیان کروبی — بجنبش آمدہ ایوان جابران عنود

ز ارض تا بسما پر شدہ از علاماتش — خبر بداد ازاں مخبر مجوس و یہود

طلوعِ اختر او بود نحس بر کسریٰ — چنانکہ اخترِ جدش خلیل بر نمرود

مہندسِ فلکی از کمالِ فرح و سرور — شمار نا بدہم حسابانہ چار بار نمود

چو یافت نقطہ نصرت نشستہ پہلو چار — بدید کوکبِ اقبال بر کمالِ صعود

غرض کہ عدِ سنینش باربعین چو رسید — زلطف وجودِ الٰہی برغمِ انفِ حسود

نمود گشت بخاک دنش عجائبِ قدس — کہ سرِ غیب بہین جلوہ چہ خوش فرمود

ظہورِ روحِ قدس بیں بصورتِ بشری — سطوعِ نورِ ازل در تجلیاتِ شہود

نزولِ وصفِ الٰہی بکسوتِ الفاظ — بروزِ فیضِ مقدس برنگِ گفت و شنود

چو آفتابِ تفرد بذروۂ جبروت — بچشمِ خاک نشینانِ جہل شد مشہود

ز نورِ تابشِ آں آفتابِ عالمتاب — تمام ظلمت و الحاد و کفر شد نابود

اگر بغورِ شکوہِ محمدؐ عربی — بغورِ فکر تامل کنی بغیرِ صدود

یقین کنی کہ نہ از جنسِ شوکتِ بشری ست — کہ سرکشانِ جہاں زیرِ او چو خوار و عنود

گروہِ اہلِ یقیں ہمرکاب آں شہِ دیں — ببزم و رزم مجرب بجزم بس منقود

بصرفِ مال حریص و ببذلِ جاں راغب — بہر بلائے مصادم بہر قضا خوشنود

مصابرانِ قتال و مبارزانِ مصاف — مصارعانِ معارک مساورانِ اسود

بجملہ شیرِ ژیان و ہژبرِ ریل دماں — بکید و ہیبتِ پلنگ و مکیدہ مست و قعود

بسرعت آبِ رواں و بخفتک بادِ دواں
بحدت آتشِ سوزاں بصبرِ خاک جمود

قصیدہ

در

مدح

حضرت سید احمد شہید

قصیدہ

در مدح

سیّد احمد شہیدؒ

بیادِ تہنیت شجرۂ امامت کن — کہ بعد گم شدنش ہاں چگونہ گشت پدید

ہزار شکر بہ یزدانِ پاک کز فضلش — ز نورِ قدسی غیبش کہ قطرۂ بہ چکید

ز فیضِ او بہ قلوبِ جمیعِ اہلِ یقیں — ز دینِ محض حنیفی نبے عجب روئید

ز چار سو کند آں قطرہ جذبِ دلہا را — بطرزِ سنگ کہ معروف شد بہ حدید

بداہتۂ ہمہ احبار ازیں زماں دانند — کہ زانِ اوست ازیں عرصہ منصبِ تجدید

ہمہ کمال تو موروث ز احمدِ مرسلؐ — کہ عرقِ پاک تو اوصافِ پاک ازو بکشید

چو نامِ نامیِ او بقرعۂ تو رسید — فلک بگفت گرفتی زہے سہام حدید

دریں زماں توئی جانشینِ پیغمبرؐ
خلیفہ و خلف و وارث و وصیِ رشید

خاتمۂ رسالہ

ردالاشراک

کلام شهید رح

این احادیث چند جمع شده

که از ان اهل شرک قمع شده

گوید این بنده ضعیف و ذلیل

نام او هست حاجی اسمعیل

خاتمه

رساله

ردّ الاشراک

از اله کریم میخواهم [illegible]

از اله کریم [illegible]

[illegible] مرشد شهید [illegible]

[illegible]

طارق اکیڈمی لائل پور